نہیں ہوسکتی تمام کی زبان پر رجز یہ اشعار تھے۔ واللہ لولا انت ما اھتدینا + ولا تصدقنا ولا صلینا + فانزلن سکینۃ علینا + وثبت الاقدام ان لاقینا + حضورؐ بھی ان کے ساتھ ساتھ مہاجرین وانصار کو دعائیں دے رہے تھے اللھم لا خیر الا خیر الآخرۃ فاغفر الانصار والمھاجرۃ۔ ایک ایسا بادشاہ جو قوم کا ہادی ہو اور ان کا بادشاہ ہو اور پھر مصیبت کے وقت ادنیٰ مزدور بنکر کام کرنے والا سوائے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے آجتک دنیا میں کوئی نہیں پایا گیا اسوقت مسلمانوں کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ حضورؐ کی بھی یہی حالت ہے سارا عرب خون کا پیاسا ہو رہا ہے مگر ایسے وقت حضور پیشین گوئی سناتے ہیں کہ قیصر وکسریٰ کی حکومتیں یمن وایران کا تخت وتاج ہمارے قدموں میں آکر گریگا کفار مدینہ کو آکر گھیر لیتے ہیں، خندق کی وجہ سے یکایک کسی صورت سے مدینہ میں داخل نہ ہوسکتے تھے باہر ہی سے مقابلہ ہوتا رہا اس میں مسلمانوں کا غلبہ رہا۔ حضرت علیؓ نے کافروں کے مشہور پہلوان عمرو بن ود کو قتل کر ڈالا تھا آخر کفار نے انتہائی کوشش سے حملہ کیا تیر اور پتھر بیشمار مسلمانوں کے مقابلے میں پھینکے۔ مسلمان نہایت ثابت قدمی اور ہمت سے کام لیتے رہے اسی اثنا میں خدا تعالیٰ نے ایک زور کی آندھی بھیجی جس سے تمام کفار منتشر ہوگئے اور بھاگ گئے۔ کفار کو ان متواتر ناکامیابیوں کے بعد کبھی مسلمانوں سے مقابلے کی جرأت نہ ہوئی۔

صلح حدیبیہ ۔ اس صلح سے قبل چونکہ یہودیوں کی شرارت انتہا تک پہنچ چکی تھی مسلمانوں کو ستانے میں انھوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا بنو قریظہ نے باوجود صلح کے صلحنامہ توڑ کر کفار مکہ کے ساتھ ملے اور مسلمانوں کے کچل ڈالنے کی کوششوں میں برابر حصہ لیا جنگ احزاب کے موقع پر جہاں کفار آئے تھے وہاں بنو قریظہ بھی مدینہ کے اجاڑنے کا قصد لیکر آئے ہوئے تھے اسلئے آپنے یہود ان بنو نضیر کو جلاوطن کیا اور بنو قریظہ کو انتقاماً قتل کیا اب آپ یہ سمجھ رہے تھے کہ کفار نے مشترکہ کاوشیں بھی کرلیں مگر مسلمانوں کا کچھ نہ بگاڑ سکے اسلئے ضرور اسلام کی صداقت انکے دل میں اثر کرگئی ہوگی دوسرے آپنے خواب میں دیکھا تھا کہ اپنے اصحاب کیساتھ طواف کر رہے ہیں چنانچہ آپ چودہ سو جاں نثاروں کو لیکر عمرہ کرنیکے ارادہ سے مدینہ سے نکل پڑتے ہیں آپنے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ عمرہ کا احرام باندھ لیں چنانچہ سب نے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور قربانی کے جانور ساتھ لیلئے اور مقام حدیبیہ پر جاکر پڑاؤ ڈالدیا کفار مکہ نے جب اس منظر کو دیکھا تو انھوں نے سمجھا کہ حضور لڑائی کرنے آئے ہیں لہذا وہ بھی تیاری شروع کردیتے ہیں آپ انکو خبر بھیجتے ہیں کہ ہمارا لڑائی کا ارادہ ہرگز نہیں ہے بلکہ ہم صرف عمرہ کرنیکے لئے آئے ہیں چنانچہ عروہ مکہ سے آیا اور کچھ گفتگو حضورؐ سے کی اثنائے گفتگو میں مسلمانوں کی شان میں چند ناشائستہ کلمات ادا کئے جس سے بعض صحابہ کو نہایت غصہ آیا اتنے میں نماز کا وقت آگیا اور حضور وضو کرنے لگے صحابہ کرام کی حالت یہ تھی کہ حضورؐ کے غسالہ کو اپنے بدن پر انتہائے عشق کی بنا پر مل رہے تھے۔ عروہ اس منظر کو دیکھکر سہم جاتا ہے اور اپنی قوم سے جاکر کہتا ہے کہ قسم خدا کی میں نے بڑے بڑے شاہی دربار دیکھے ہیں مگر اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرح کسی کو نہ پایا۔ تاجدار مدینہ نے ایک قاصد بھیجا مگر اس کے ساتھ بھی کفار مکہ نے برا سلوک کیا اسکی سواری کو ذبح کر ڈالا ایک دستہ بھی انکی طرف سے حملہ کرنیکی غرض سے آیا مگر دربار نبوی میں گرفتار کرلیا گیا اور پھر اسکو چھوڑ دیا گیا کیونکہ لڑائی کرنا آپ کا مقصد نہ تھا۔ آخر میں حضورؐ نے حضرت عثمانؓ کو بھیجا ان کو بھی کفار نے نظر بند کرلیا اور یہ خبر غلط پھیل گئی کہ حضرت عثمانؓ قتل کردیئے گئے۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۔۔ پر ملاحظہ فرماویں)

خواتین اسلام کیلئے ایک مفید لائحۂ عمل

(از محترمہ رقیہ بنت خلیل بن محمد صاحب یمنی حال وارد بھوپال)

(۱)

مولانا خلیل بن محمد صاحب یمنی کی صاحبزادی جنابہ رقیہ صاحبہ زمانہ کی ان مقتدر خواتین میں سے ہیں جن کا علم وفضل نہ صرف عورتوں کیلئے بلکہ اس زمانے کے بہت سے مردوں کیلئے بھی قابل رشک ہے۔ آپ نے اپنی جنس عورتوں کیلئے ایک علمی واصلاحی لائحۂ علمی مرتب فرماکر ہمارے پاس بھیجا ہے۔ جسے ہم شکریہ کے ساتھ ذیل میں درج کرتے ہیں اور قارئین محدث سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ خود بھی بغور ملاحظہ فرمائیں اور اپنے حلقے کی صاحب ذوق خواتین تک بھی موصوفہ کا یہ پیغام پہنچانے کی کوشش کریں۔ مضمون کی ابھی یہ پہلی قسط ہے۔ اس کی دوسری اور تیسری قسط انشاءاللہ آئندہ شائع ہوگی۔ جو اپنی اہمیت اور افادی حیثیت کے لحاظ سے اور بھی زیادہ قابل توجہ ہے۔ "مدیر"

کسی قوم کی ترقی کا دائرہ صرف اسکی اقتصادی ترقیوں اور اس کے افراد کی علمی سرگرمیوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ حقیقی معنی میں ترقی یافتہ کہلانے کی وہی قوم مستحق ہوسکتی ہے جسکے افراد علوم وفنون سے مزین ہونے کے ساتھ ساتھ آئین معاشرت کو بھی بہتر سے بہتر بنانے میں کوشاں ہوں کیونکہ اصول معاشرت کا استحکام قوم کو حقیقی راحت بخشتا ہے اور اس کی کمزوری اور نقائص رفتہ رفتہ اس کیلئے ضرر رساں ثابت ہوکر آخر اسے قعر ضلالت میں گرا دیتے ہیں اور بہت سی معمولی معمولی بے عنوانیاں جنھیں وہ ترقی کے جوش وخروش میں نظر انداز کردیتی ہیں۔ انکا انجام ندامت وپشیمانی کی صورت میں اسکے سامنے آتا ہے یورپ جس کی علمی تمدنی ترقیوں کا چاردانگ عالم میں شہرہ ہے۔ آج ہر ذی عقل اس کے اصول معاشرت اور خانگی زندگی کے غیر مستحکم ہونے پر انگشت بدنداں ہے اور وہ خود بھی اپنی خانگی زندگی کے خوشگوار بنانے کی کوششوں میں ناکامی پر پریشان نظر آتا ہے۔ مندرجہ ذیل سطور سے میرے اس دعوے کی بخوبی تصدیق ہوسکتی ہے۔

اخباری دنیا پر واقفیت رکھنے والوں پر یہ امر پوشیدہ نہیں کہ وہاں سامان عیش وعشرت کی فراوانی اور نت نئے فیشنوں کی آئے دن تبدیلی نے باوجود سرمایہ کی کثرت کے نفسی نفسی کا میدان گرم رکھا ہے اور وہاں کی متوسط اور معمولی طبقہ کی عورتوں کے نازک شانے خانداری۔ پرورش اولاد۔ نمائش حسن۔ تحصیل علم وہنر وغیرہ اپنے اہم مشاغل کے ساتھ ساتھ فکر معاش کا بارگراں اٹھانے پر بھی مجبور ہیں اور اس کشمکش میں مبتلا ہوکر وہ اپنے بعض اہم فرائض اور خانہ داری پرورش اولاد کی طرف کماحقہ توجہ کرنیسے قاصر رہتی ہیں۔

البتہ جرمنی کے ڈکٹیٹر ہر ہٹلر نے عورتوں کو اپنی خانگی زندگی کو سنوارنے اور زیور علم سے آراستہ ہوکر حسب طاقت مناسب کاموں کے انجام دینے پر زور دیا ہے اور کان کنی یا اسی قسم کے سخت اور طاقت طلب پیشوں سے منع کیا ہے اٹلی کے قائد اعظم مسولینی کے بھی اسی کے قریب خیالات اخبارات میں دیکھے گئے ہیں

بہرحال مغربی خاتون نے ہر شعبہ زندگی میں خوب ترقی کی لیکن اسی علمی اور سیاسی جدوجہد اور مردوں سے سبقت

لیجانے کی دھن میں وہ اپنے فطری وقار یعنی خانہ داری کی زندگی سے تقریباً دست بردار ہوگئی اور ابھی وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی نہ ہونے پائی تھی کہ اختلاط باہمی کے یقینی اثرات نمایاں نظر آنے لگے یعنی شرم وحیا کے پردے آنکھوں سے اٹھ گئے اور حسن کی نمائش ہونے لگی جسکا نتیجہ عریانی تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور برہنگی کو روز افزوں ترقی ہے۔ عریاں پارٹیوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جارہی ہے جس کی ممبر شوقِ خود نمائی اور ذوقِ خود آرائی رکھنے والی عورتیں ہی ہیں۔

چونکہ خواتین مغرب ترقی کی رو میں پورے طور پر میدان میں اتر آئی ہیں اور ان میں سے اکثر تعلقات باہمی کو مستحکم رکھتے ہوئے خانگی زندگی بسر کرنیکی عادی نہیں رہیں بلکہ اسے قید سلاسل سمجھ کر اس سے دور بھاگتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں ازدواجی تعلقات خوشگوار نہیں رہنے پاتے اور طلاق وخلع کی صورت میں آئے دن ان تعلقات میں بدمزگی پیدا ہوا کرتی ہے اور اس طرح انکی خانگی زندگی کا روزانہ جنازہ اٹھا کرتا ہے نامناسب طریقوں پر بے پردگی اور افراط و تفریط کی یہانتہا کوئی غیر متوقع نہیں ہے بلکہ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ دنیا میں مذہب سے بڑھکر (اگر وہ مذہب تہذیب وشائستگی کے سانچہ میں ڈھلا ہو) کوئی شے نفس امارہ کو دبانے اور دلوں پر حکومت کرنیوالی نہیں۔ پھر جب مذہب کی طرف سے بے پرواہی۔ دولت میں فراوانی۔ آزادی میں افراط یہ چیزیں جب بھی باہم جمع ہونگی ہمیشہ زندگی کی راہ میں بد سے بدتر نتائج رونما ہوسکتے ہیں۔

اخبار صدق کے ایک مضمون نگار نے امریکہ کے ایک اخبار میں سے ترجمہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ امریکہ کے مذہبی پیشوا اس بڑھتی ہوئی بے باکی بے محابا اختلاط کے برے نتائج کو جو خطرناک صورت اختیار کررہے ہیں قابو میں لانے سے قاصر ہیں۔

ہندوستانی عورت میں بیداری کے آثار

فی زمانہ ہندوستانی عورت بڑی کشمکش میں گرفتار ہے ایک طرف تو اسے ہندوستانی قدیم معاشرت کا بھیانک منظر نظر آتا ہے۔ اس میں عورت کے وجود کو ایک زحمت قرار دیا گیا ہے اور اسکی وقعت ایک زرخرید کنیز سے زیادہ نہیں جو اپنے آقا کے ہاتھ میں ہے وہ جس طرح چاہے اسے رکھے۔ غرض آقا کے رحم وکرم پر اسکی نظر لگی رہتی ہے ترکہ اور ورثہ میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے اور وہ ایک مملوکہ ہے۔ جس کی ملک میں کسی شے کا ہونا تو درکنار وہ خود اپنی مختار نہیں اگر وہ گھر کی چار دیواری میں گھٹ گھٹ کر زیادتیاں سہتے ہوئے اپنی جان شیریں کو جان آفریں کے سپرد کردے تو یہ اس کی سب سے بڑی سعادت تصور کی جاتی ہے۔

دوسری طرف تہذیب مغرب کے سبز باغ اس کے پیش نظر ہیں جن میں وہ کامل آزادی کا سانس لے سکتی ہے۔ کیونکہ مشرقی قدیم معاشرت کی بندشوں سے وہ اکتا چکی ہے اور عرصہ دراز تک پر آشوب زندگی بسر کرتے کرتے اس کا پیمانۂ صبر لبریز ہوچکا ہے لہٰذا تہذیب مغرب کے ہی دامن میں اسنے پناہ لینا مناسب سمجھا۔

اور یہ امر مسلمہ ہے کہ جب کوئی قوم اپنی قومی خصوصیات دولت تہذیب وجاہت کھو بیٹھتی ہے تو اس بیچارگی کی حالت میں وہ اس قوم کی بلا تامل تقلید شروع کردیتی ہے جس کے دامن میں اسکو آزادی کا سانس لینے کی امید ہو اور اس کی پیروی اپنا شعار بنا کر عوام میں سرخرو اور اس کی نظر میں وجیہہ بننا اس کا اعلیٰ ترین مقصد رہ جاتا ہے مشرقی

عورت اس سے مستثنیٰ نہیں ہے وہ بھی رسم ورواج کی شدید بیڑیوں اور چار دیواری کی تاریکیوں سے نکل کر روشنی کے میدان میں آکر دم لینا چاہتی ہے۔ اور اپنی مغربی بہن کی آزادی سے متاثر ہوتے ہوتے جلد سے جلد اسی ترقی اور آزادی کی معراج کمال پر پہنچ جانے کی خواہشمند ہے

غرض مشرقی خاتون کی نظر میں مغربی عورت کی زندگی قابل رشک زندگی ہے جس کے حصول کی وہ متمنی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مشرق میں اس کی اس زبوں حالی کے ہوتے ہوئے اس کی یہ آرزو فطرت انسانی کے منافی نہیں بلکہ اس کے عین مطابق ہے درحقیقت مشرق کی اپنی خواتین کے حقوق کی طرف سے بے اعتنائی سرد مہری اور ناقدردانی نے اس کی عورت کو جنگ آزادی پر مجبور کیا ہے۔ جب اسے علوم وفنون سے ایک عرصے تک محروم رکھا گیا اور چار دیواری میں مقید کرکے جہالت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا گیا اس کی ہستی اور اس کے احساسات کو پائے استحقار سے ٹھکرایا گیا تو اس نے اپنے آپکو زمانے پر بار گراں تصور کرتے ہوئے دنیا پر اپنی وقعت اور اپنی ہستی کے اظہار کرنے کا فیصلہ کرلیا اور یہ باور کرانیکا کہ جس طرح مغربی خاتون زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے دوش بدوش کام کرسکتی ہے مشرقی عورت اس سے قاصر نہیں ہے۔

اب اس ارادہ کی تکمیل کے لئے اس نے مغربی تہذیب کے ہی گوشۂ عافیت میں کہیں پناہ لینا چاہی ہے اور اسی مقصد کو پیش نظر رکھکر مغربی عورت کو اپنا مقتدا بنائے ہوئے میدان عمل میں اتر رہی ہے اور ٹرکی مصر اور ایران وغیرہ ممالک کی عورتوں کو مغربی تہذیب پر عمل پیرا دیکھکر اسکو تہذیب جدید کے پرمنافع ہونیکا اور زیادہ یقین کامل ہوگیا ہے۔

چنانچہ اس کا مشرقی قدیم روایات کو پا افتادہ سمجھکر ان سے بیزار ہونا تعلیم جدید پاکر تہذیب جدید کے رنگ میں رنگ جانا اور حرم کی چار دیواری سے نکلکر پارکوں ہوٹلوں سنیما گاہوں اور مردانہ جلسوں میں بے باکی سے شریک ہونا۔ نیز افزائش حسن کے لوازمات کا ہندوستان میں عام ہوجانا اور لباس میں بے حجابانہ تغیر یہ تمام باتیں اسپر شاہد ہیں کہ ہندوستانی عورت کس سرعت سے مغربی تہذیب کا اثر قبول کررہی ہے۔

"ہمیں کیونکر شاہراہ ترقی پر گامزن ہونا چاہیئے"

کسی جماعت کا پستی کے بعد شاہراہ ترقی پر گامزن ہونا اور اپنی تعلیمی وتمدنی خامیوں میں درستی اور اصلاح کا قدم بڑھانا ایک مستحسن اقدام ہے لیکن اس جماعت کو اپنا اصلاحی قدم بڑھاتے وقت تعمیر عمارت کی مثال اپنے پیش نظر رکھنا چاہیئے جسمیں ادنیٰ سی ابتدائی خامی چشم زدن میں تمام محنتوں اور کاوشوں کو اکارت کرسکتی ہے۔

جب میں اپنی مشرقی بہن کی اس اصولی غلطی پر غور کرتی ہوں جو حصول آزادی اور کسب مراتب کے جوش وخروش میں اس سے سرزد ہورہی ہے اور وہ اس سے بے خبر ہے تو میرے افسوس کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ اسنے اصلاحی قدم بڑھانے کی ابتدا ترک نقاب اور مغربی تہذیب میں جذب ہوجانے سے کی ہے حالانکہ دنیا کو اپنی وقعت باور کرانے اور زیور علم وفن سے آراستہ ہونے میں افزائش حسن کے لوازمات کے ساتھ باہر نکلنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور اس اعلیٰ ترین مقصد کی جدوجہد کے ضمن میں زیب وزینت کے ساتھ آئے دن نئی نئی طرز وادا میں بلا ضرورت باہر نکلنا ہرگز شامل نہ تھا۔ کیونکہ یہ طریقہ تو دوسروں کی توجہ اپنی طرف منعطف کرانے کا باعث ہے پھر یہ ذلیل جذبہ ان شریف

اور اعلیٰ مقاصد میں کیسے شامل ہو سکتا ہے بلکہ یہ انتہائی کمزوری اور نادانی کی دلیل ہے جس سے ایکطرف دامن مشرق اگر داغدار ہوتا ہے تو دوسری طرف شرف نسوانی کو بٹہ لگتا ہے۔

لہٰذا مشرقی خاتون اگر قبول کرے تو میرا اسکو یہ خیر سگالانہ مشورہ ہے کہ مشرقی قدیم تہذیب واصول معاشرت کو چھوڑتے ہوئے اور جدید تہذیب واصول معاشرت کو اختیار کرتے وقت ان پیچیدگیوں اور دشواریوں کو نظر انداز نہ کردیں جن کے سبب سے آج یورپ پریشان نظر آتا ہے نیز خود مغربی خاتون کیلئے حسن معاشرت سخت تکلیف دہ ثابت ہو رہی ہے کیونکہ اس نے خانگی زندگی کو تقریباً خیرباد کہکر بیرونی زندگی اختیار کی ہے اور اس طرز کو اختیار کرنے کے بعد اس کی زندگی کا آخری دور جس حسرت اور تاریکی میں گذرتا ہے اس سے وہی خوب واقف ہونگی۔ مغربی عورت اگر مالدار اور حسین ہے تو اپنی درمیانی عمر میں خوشحال رہ سکتی ہے۔ لیکن اگر اس کے برعکس ہے تو اجتماعی زندگی کے فقدان اور مصارف کی زیادتی کی وجہ سے اسے انتہائی تنگدستی اور کس مپرسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ اپنے کو دنیا میں بدقسمت ترین انسان تصور کرتی ہے۔ محمود بریلوی صاحب نے رسالہ سہیلی میں ایک عظیم المرتبت مغربی شاعر اور ماہر نفسیات اسکروائلڈ کی نظر میں جو مغربی عورت کے متعلق خیالات ہیں ان کا ترجمہ کیا ہے اس میں صرف دو سطریں نقل کرتی ہوں اسکروائلڈ کہتا ہے "آج کل مغربی عورتوں کے اخلاق حسن کی سالانہ نمائشوں جسمانی ورزشوں کے اکھاڑوں اور عریانی فطرت کیطرف رجعت قہقری کے دیوتا پر بھینٹ چڑھائے جا رہے ہیں۔

نیز کہتا ہے کہ مالدار اور حسین عورتیں آفتاب شباب کے ڈھل جانے کے بعد سیاسیات سماجی انجمنوں اور خیراتی امور میں حصہ لیکر اپنی شہرت اور ہر دلعزیزی کو برقرار رکھنا چاہتی ہیں۔ اسلئے ہر خوشجمال رضاکار عورت پبلک اخلاق کیلئے خطرہ اور مجلسی زندگی کا ایک مجسم فریب ہے پھر انگلستان کے وزیر حرب کے شادی نہ کرنے کی علت اگر دریافت کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے اسوقت تک اسلئے شادی نہیں کی ہے کہ میں ایسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں جو کھانا پکانا بھی جانتی ہو کیونکہ فوجیوں کیلئے ڈبوں کی بند غذائیں مضر ثابت ہوتی ہیں۔

لہٰذا مشرقی عورت کو خذ ماصفا ودع ما کدر کے مقولے پر عمل پیرا ہو کر ان تمام باتوں سے عبرت حاصل کرتے ہوئے ایک ایسی شاہراہ اختیار کرنا چاہیے جسپر گامزن ہو کر علمی ترقیوں کے ساتھ ساتھ وہ اپنی خانگی زندگی کو بھی خوشگوار رکھ سکے۔ اور خصوصاً ہماری مسلمان بہنیں صرف علوم مشرقیہ ومغربیہ حاصل کرکے اکتفانہ کریں بلکہ انھیں مذہبی علوم سے بھی کماحقہ واقفیت لازمی ہے کیونکہ علوم خواہ مغربیہ ہوں یا مشرقیہ وہ صرف تربیت دماغ اور ذہنی ارتقا کا بہترین ذریعہ ہیں اور اصلاح دنیوی یا اور اسی قسم کے مفاد جو انسان کی ظاہری اصلاح سے تعلق رکھتے ہیں اس سے وہ بھی حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن اصلاح معاشرت ارتقائے روحانی اور ظاہری وباطنی اخلاق کی اصلاح سے وہ بالکل قاصر ہیں۔

کیونکہ یہ مشاہدہ ہے کہ یورپ تمام علوم وفنون کا احاطہ کرچکنے کے بعد بھی باطنی اخلاق وارتقائے روحانی